مولانا محمد عبید اللہ عفیف

الاستفتاء

وضع حمل سے پہلے رجوع کا حکم

س : علمائے دین کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں کہ جس نے اپنی عورت کو کسی رنجش کی وجہ سے ایک طلاق دے دی۔ تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد یعنی پندرہ یوم اس نے رجوع کر لیا جس میں پنچایت دیہہ کے معززین اشخاص بھی شامل تھے

پنچایت دیہہ کو یہ بھی ثابت ہوا کہ عورت حاملہ ہے۔ حاملہ عورت کو بچی پیدا ہوئی ہے جو رجوع کرنے کے بعد پیدا ہوئی ہے، کیا رجوع ہو گیا ہے یا کہ نہیں؟

بینوا توجروا۔

الجواب :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صورت مسئولہ میں رجوع صحیح ہے کیونکہ ایک طلاق رجعی ہے اور عدت گزرنے سے قبل بلا تجدید نکاح درست ہوتا ہے۔ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہوتی ہے۔ چونکہ طلاق دہندہ نے وضع حمل سے پہلے رجوع کیا ہے اس لیے یہ رجوع صحیح ہے۔ وضع حمل کے بعد تجدید نکاح سے رجوع ہو سکتا تھا۔ ھٰذا ما عندی والعلم عند اللہ!

العبد

عبد الحمید مدرس جامعہ محمدیہ، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

تائید از دار الافتاء چینیانوالی لاہور

الجواب بعون الوہاب ومنہ الصدق والصواب : واضح ہو کہ بشرط صحت سوال وبشرط صحت نقل

جواب مذکور صحیح اور حق ہے اور قدرے تفصیل اس کی یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں ایک رجعی طلاق شرعاً واقع ہوئی ہے اور رجعی طلاق میں اگر عورت خالی گود ہو تو اس کی عدت تین حیض ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"والمطلّقات يتربصن بانفسهن ثلثة قروء" (سورۃ بقرہ آیت ۲۲۸)

کہ "جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وُہ تین مرتبہ ایام ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روک رکھیں!"

اور اگر عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہوتی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

"واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن" (سورۃ طلاق آیت ۴)

کہ "حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وُہ اپنے بچہ جننے تک عدت بیٹھیں"

اور رجعی طلاق میں شرعاً رجوع جائز ہے کیونکہ رجعی طلاق میں عدت پوری ہونے تک نکاح بحال رہتا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

۱۔ وبعولتهن احق بردهن فى ذٰلك ان ارادوا اصلاحا: (آیت ۲۲۸ سورۃ بقرہ)

یعنی: "ان کے شوہر اگر تعلقات درست کر لینے پر آمادہ ہوں تو وُہ اس عدت کے اندر انہیں پھر اپنی زوجیت میں واپس لے لینے کے حقدار ہیں"

۲۔ "الطلاق مرّتن فامساك بمعروف اوتسريح باحسان ..... فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" کی تفسیر میں امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"اى اذا طلقتها واحدة اوثنتين فانت مخيّر فيها مادامت عدتها باقية بين ان تردها اليك ناويا الاصلاح بها والاحسان اليها وبين ان تتركها" (تفسیر ابن کثیر ص۲۷۲ ج ۱)

۳۔ "واذا طلّقتم النساء فبلغن اجلهن فامسكوهن بمعروف او سرحوهن بمعروف" (سورۃ بقرہ ۲۳۱)

کہ "جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت پُوری ہونے کو آجائے تو یا بھلے طریقے سے انہیں روک لو یا بھلے طریقے سے رخصت کر دو"

جامع البیان میں ہے:

"ان طلقتم النساء فبلغن اجلهن" الاجل يطلق للمدة ولمنتهاها والبلوغ الوصول وقد يقال للدنو على الاتساع وهو المراد ههنا فامسكوهن بمعروف راجعوهن من غير ضرار" (ص۳۵)

اور تفسیر فتح القدیر میں ہے:

"ای ان طلقتم النساء فقاربن اٰخر العدة فلا تضاروهن بالمراجعة من غير قصد لاستمرار الزوجية واستدامتها بل اختاروا احد الامرين اما الامساك بمعروف من غير قصد الضرار او التسريح باحسان" (ص۲۴۲ ج ۱)

یعنی "جب شوہر کی نیت نیک ہو اور بیوی کو شریفانہ طریقے کے ساتھ آباد رکھنا چاہے تو پھر اس رجعی طلاق میں عدت کے دوران اپنی مطلقہ بیوی سے رجوع کا حق پہنچتا ہے۔"

"واخرج ابن جرير وابن المنذر وابن ابی حاتم والبيهقی عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ (وبعولتهن احق بردهن) يقول اذا طلق الرجل امرأته تطليقة او تطليقتين وهی حامل فهو احق برجعتها ما لم تضع حملها وقال مجاهد فی قوله (وبعولتهن احق بردهن فی ذٰلك) قال فی العدة واخرج عبد الرزاق وعبد بن حميد وابن جرير عن قتادة مثله وزاد ما لم يطلقها ثالثا"

(فتح القدير ص۲۳۷)

اس ساری عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ رجعی طلاقوں میں عدت کے دوران چونکہ نکاح بحال رہتا ہے اس لیے شوہر رجوع کرنے کا مالک ہوتا ہے اور اگر عدت گزر جاتے تو جدید نکاح بھی ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اذا تراضوا بينهم بالمعروف (سورۃ بقرہ ۲۳۲)

یعنی "جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو پھر اس میں مانع نہ ہو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں جب کہ وہ معروف طریقہ